مسئلہ استعانت وتوسل، مزارات اولیاء کرام پر حاضری

جوازِ گیارھویں شریف اور علم غیب پر ایک شاہکار تحقیق

کحل الابصار

معروف

بمنوّر النہار

تصنیف لطیف

حضرت علامہ مولانا منور الدین صاحب بوچھالوی رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

حمد ونعت کمیٹی بوچھال کلاں (چکوال)

نام کتاب .... کحل الابصار معروف بمنور الونہار

مصنف .... حضرت علامہ مولانا منورالدین صاحب بوچھالوی رحمہ اللہ تعالی

ناشر .... حمد ونعت کمیٹی بوچھال کلاں ضلع چکوال

باراول .... جون 1942ء/1362ھ

باردوم .... اپریل 2001ء/1421ھ

کمپوزنگ .... النظامیہ کمپوزنگ سنٹر، لاہور

صفحات 48

ہدیہ 20روپے

ملنے کے پتے

☆ ماسٹر آصف نعیم طاہر اعوان سیکرٹری نشر و اشاعت حمد ونعت کمیٹی بوچھال کلاں ضلع چکوال

☆ صاحبزادہ منصور شاہ بریلوی مہتمم الرضا پبلک لائبریری آستانہ عالیہ محمدیہ غوثیہ محلّہ میانہ میانوالی شہر

☆ مولانا حاجی گل محمد سیالوی مہتمم جامعہ قمرالسلام سرگودھا روڈ ملکوال، تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال

☆ دفتر تحریک اہلسنت مدرسہ آل محمد غوثیہ بمقام نورپور (ستھی) ضلع چکوال

☆ سید عبدالرحمٰن شاہ ناظم اعلیٰ خواجہ اجمیری اسلامک لائبریری جامع مسجد غوثیہ میانی ضلع چکوال

☆ مولانا عبدالجلیل چشتی خطیب جامع مسجد حنفیہ رضویہ ہسپتال روڈ، چکوال شہر

☆ مکتبہ اشرفیہ۔ مرید کے۔ ضلع شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی نظر

علم وعمل کی دنیا میں حضرت علامہ حکیم منور الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام نامی اسم گرامی بڑا معروف ہے آپ ضلع چکوال کے مشہور قصبہ بوچھال کلاں کے رہنے والے تھے چونکہ آپ علوم فنون اسلامیہ میں ید طولیٰ کے مالک تھے، اس لئے درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور وعظ وتقریر کے شعبہ جات کو زینت بخشنے کے لئے آپ نے لاہور کو اپنی دینی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور جامع مسجد سوتر منڈی اندرون لوہاری دروازہ لاہور میں عرصہ دراز تک خطابت کے جوہر دکھاتے رہے۔

علوم درسیہ کی تکمیل آپ نے برصغیر پاک وہند کے مشہور مرکزی شہر دہلی میں کی، علم صرف میں آپ کی ایک نہایت مشہور تصنیف ''صرف بھترال'' کے نام سے پائی جاتی ہے جو پاک وہند کے اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے، دراصل ''صرف بھترال'' آپ کے استاذ گرامی حضرت مولانا غلام رسول صاحب کیمبل پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی پنجابی کتاب کا فارسی زبان میں ترجمہ ہے جسے آپ نے طلبائے دینیہ کے استفادہ کے لئے بڑی لگن سے تیار فرما کر زندہ وجاوید کر دیا، صرف بھترال کو کتب صرفیہ میں بلند مقام حاصل ہے، اسے آپ نے ۲۸/ ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ/ ۲۵ جنوری ۱۹۳۳ء میں آج (ذوالحجۃ المبارکۃ ۱۴۲۱ھ/ مارچ ۲۰۰۱ء) سے تقریباً ستر سال قبل تصنیف فرمایا، جسے اب بھی ویسے ہی مقبولیت حاصل ہے جیسے اس وقت تھی اس مضبوط اور قابل قدر کتاب پر اکابر علمائے اہل سنت نے اپنی تقاریظ مبارکہ تحریر فرمائیں جن کے نام دیکھ کر دل گواہی دیتا ہے کہ علامہ منور الدین رحمہ

اللہ تعالی اپنے دور کے بلند پایہ مستند سنی عالم تھے، اور اس کے علاوہ بھی متعدد کتابیں تالیف فرمائیں مگر عدم تحفظ کا شکار ہو گئیں تاہم شکر ہے کہ ہمیں آپ کی ایک مختصر مگر جامع تالیف ہاتھ لگی۔ جو سوالاً جواباً چند عقائد کا جامع حل پیش کرتی ہے۔

جسکا نام آپ نے اپنے علاقہ کے نام ''ونہار'' کی یاد میں ''کحل الابصار معروف بمنور الونہار'' رکھا اسے آپ نے ۲۶ جون ۱۹۴۲ء میں تالیف فرمایا۔

ہمیں جو رسالہ ملا وہ بوسیدہ ہو چکا ہے تاہم اسے چند بزرگوں نے دیکھتے ہی ازسر نو اشاعت کا عزم کیا، جن میں درج ذیل حضرات خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

پیر طریقت سید نصیر علی شاہ صاحب، آستانہ عالیہ دھرکنہ شریف، پیر سید فاروق شاہ صاحب، استاذ العلماء مولانا حافظ شیر زمان سیالوی صاحب خطیب اعظم بوچھال کلاں، برادر مکرم جناب شاہد حسین خاکی صاحب۔

ان گرامی قدر شخصیات کے مشورہ سے استفادہ عوام کے لئے اس رسالہ کو نہایت عمدہ خوبصورت اور جاذب نظر بنا کر شائع کرنے کی سعادت ''حمد و نعت کمیٹی'' بوچھال کلاں کو حاصل ہو رہی ہے، خیال رہے کہ حضرت مولانا منور الدین حنفی بریلوی رحمہ اللہ تعالی زندگی بھر مسلک حق کی نشر و اشاعت میں مصروف عمل رہے آخر کار ۲ ربیع الثانی ۱۳۷۷ھ ۲۵/ اکتوبر ۱۹۵۷ء جمعۃ المبارک کے دن اس دار فانی سے راہی ء بقا ہوئے دعا ہے اللہ تعالی آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کی قبر انور کو آپ کے نام کی نسبت سے منور رکھے، امین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

فقط...... ماسٹر آصف نعیم طاہر اعوان

سیکرٹری نشر و اشاعت حمد و نعت کمیٹی بوچھال کلاں (چکوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد منشا تابش قصوری

نشانِ منزل

وہ لوگ کتنے پاکیزہ علم و عمل کے مالک تھے جن کے افکار و کردار نے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی آبیاری فرمائی۔ جو محبت الٰہی اور عشق مصطفوی ﷺ کی دولت سرمدی سے مالا مال تھے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا مسلک حق کی تبلیغ ان کا چلنا صراط مستقیم کی نشاندہی ان کا بولنا، صداقت کی بلندی ان کا بیٹھنا درس حقیقت و معرفت اور ے

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

ایسی ہی جلیل القدر عظیم المرتبت اور مجسمہ علوم وعرفان ہستیوں میں حضرت مولانا علامہ حکیم منورالدین بن ملک فتح خان صاحب بھوچھالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات بھی ہے جنہوں نے اپنے دور میں ہر شعبہ علم سے تبلیغ اسلام وسنیت کو پروان چڑھایا مسند درس و تدریس ان پر نازاں، محراب و منبر شاداں اور قرطاس قلم و فرحاں! وہ صرف نام کے منور نہیں تھے بلکہ حقیقۃً انہوں نے دین و مذہب کو اپنے علم و عمل سے منور کیا۔ ان کے ہمعصر اکابر نے انکی عدیم المثال خدماتِ علمیہ پر خراج محبت و تحسین پیش کیا جن میں امام اہل سنت حضرت سید ابوالبرکات محدث لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت علامہ مولانا نجم الدین جہلمی اور حضرت مولانا سید دوران علی شاہ ہزاروی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں

حضرت علامہ منورالدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے مقامی علماء کرام سے علمی استفادہ کے ساتھ ساتھ مزید حصول علم کے لئے دہلی کا طویل ترین سفر اختیار کرنے میں لیت ولعل سے کام نہ لیا۔ وہاں پر انہوں نے بدعقیدگی کے جراثیموں کو نشوونما پاتے دیکھا تو پریشان ہو گئے جب کبھی وطن بوچھال کلاں آنا ہوتا تو عقائدِ خبیثہ کا کسی کے سامنے نام تک نہ لیتے مبادا کہ ہمارے یہاں کے سچا اور سُچا عقیدہ رکھنے والوں کا میلان طبع کہیں ادھر نہ ہو جائے۔ صرف بھتر ال پر آپ نے لکھا

الراجی الی رحمتہ ربہ اللطیف محمد منورالدین بن ملک فتح خان صاحب بھوچھالوی جہلمی کہ در زمانہ خواندن دین کتاب (صرف بھتر ال) نزد مکرمی و معظمی حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب بھترالوی کیمبل پوری (مرحوم) خیال آمد کہ حافظہ را اعتبار نیست واین تقاریر در یگانہ اند قلمبند کردم و دریں ایام بعض متعلمین نزد بندہ ایں کتاب مذکور می خوانند بمنت گفتند کہ حضرت (مرحوم) انتقال کردہ اند وایں فیض مسدود شدہ است وزیں وجہ در اشاعت ایں بار عظیم کمر ہمت بستم وترجمہ آن درزبان پارسی کردم تا کہ فیض او درخطہ پنجاب محصور نشود بلکہ در ہمہ اضلاع ہند، سرحد وافغانستاں برسد (الیٰ آخرہ)

القصہ! اللہ تعالیٰ کے مخلص اور مخصوص بندوں کا کام پوشیدہ نہیں رہتا خصوصاً قلم میں بڑی برکت ہے، جہاں انسان از خود نہیں پہنچ پاتا قلمی کرامات جلوہ افروز ہو جاتی ہیں گویا قلم کو انسان سے زیادہ دوام حاصل ہے، چنانچہ مولانا المرحوم کو وصال فرمائے تقریباً نصف صدی گزر رہی ہے، اور انکی پیش نظر تالیف ”کحل الابصار معروف بمنور النہار“ تحریر کئے ستر (۷۰) سال کا طویل عرصہ بیت رہا ہے، مگر انکے روحانی تصرف نے اپنے محبین میں سے چند ایک کو پسند فرما کر اس کی اشاعت پر آمادہ کیا، اور یہ عقائد حقہ پر مستند جامع مگر مختصر تصنیف نئے رنگ وروپ میں زندہ ہو کر آپ کے پاس پہنچ رہی ہے۔

راقم السطور اس سلسلہ میں برادر طریقت جناب ماسٹر آصف نعیم طاہر اعوان صاحب اوران کے رفقائے کے خدمت میں ہدیہ ءتبریک پیش کرتا ہے جنھوں نے حضرت کے قلبی جواہر پارے کوطباعت جدیدہ کا لباس پہنا کران کی روح کوخوش کرنے کی سعی سعید فرمائی ،دعا ہے اللہ تعالی حضرت کے فیوض و برکات سے علاقہ بھر کے سنی مسلمانوں کو مستفیض فرماتا رہے اور آپ کی اس گرانقدر تحریر کے ذریعے عوام وخواص کے دلوں کواور منور فرمائے ،امین ثم امین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہٖ وصحبہ وبارک وسلم

۲۸/ ذی القعدہ مبارکہ ۱۴۲۱ھ — محمد منشا تابش قصوری

۲۳/ فروری ۲۰۰۱ء — جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اللّٰه الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی شهد نفسه بانه لااله الا هووان لاضد ولا ند ولاشریک له ونصلی علی من ارسله رحمة للعالمین وعلّمه ما احتوی علیه اللوح والقلم حتی صار علومها سطرامنه الی ان ذهب بعضهم الی انه ﷺ اوتی علم الخمس ایضا وعلم وقت الساعة والروح وانه امر بکتم ذلک وجعله سید الاولین والاخرین محبوب رب العالمین وصاحب الحوض والمقام المجمود وهو اسمه محمد ومحمود ولولاه لماظهر من الله الجود وان لم تلد ام الدهر مثله فی الوجود وعلی اله واصحابه الذین هم نجوم الهدی وبذلوا جهد نفوسهم فی اعلاء کلمة العلیاء وقالوا منزلة عظمی من متاول العرفان لم ینلها احد من اولیاء هذه الامة وعلی من خصه خالق السموات والارضین بالمرتب الکبری فی مشاهدة الاله ذلک الغوث الاعظم وقطب الاقطاب الذی انطقه الحق بان قدمی هذا علی رقبة کل ولی وعلی جمیع الاولیاء الکرام الی یوم القیام.

امابعد! بندہ محمد منورالدین بن ملک فتح خان مرحوم بھوچھالوی گزارش کرتا ہے، سنہ ۱۳۳۸ھ سے یہ اختلافی مسائل دہلی میں سنا کرتا تھا اور وہاں ان کا بڑا زور تھا، لیکن جب کبھی وطن میں آنے کا اتفاق ہوا ان مسائل کا ذکر تک نہ کرتا، تاکہ عوام کے لئے باعث تشویش نہ ہوں آج پورے بائیس سال کے بعد وہی اختلافی طوفان اور سیلاب ہمارے گاؤں میں آگیا جس نے اکثر حصہ گاؤں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، اور پانی سر سے گذر گیا، تو بندہ کو ہوش آیا، افسوس صد افسوس کہ میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا، حق سے چپ کرنا گناہ ہوتا

ہے اور جلدی کے مقابلہ میں ڈھیل ہی بہتر ہوتی ہے، لیکن بندہ اپنی بیماری اور ذکر واذکار کی مشغولی اور اپنے گاؤں میں عدم موجودگی کی وجہ سے وعظ ونصیحت اور درس وتدریس کا فرض ادا کرنے سے قاصر تھا اس واسطے بڑی جانفشانی اور عرق ریزی کر کے ان مسائل اختلافی کو کتابی شکل میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور کتاب کو آسان کرنے کی بڑی کوشش کی ہے تاکہ ہر ایک بھائی اس سے فائدہ اٹھا سکے، اور ہم عقیدہ بھائیوں سے التجا ہے کہ اس کتاب کو یاد کرلیں اور اپنے مذہب کی حفاظت کریں اور دوسرے بھائیوں سے بھی یہی التجا ہے کہ لاعلمی کی وجہ سے تم کو ابھی ابھی ان لوگوں نے سیدھی سڑک سے پھیر کر ایک ڈونگھی وادی (کسّی) میں پھینک دیا ہے اس واسطے آپ لوگ اپنی حالت پر غور کریں اگر تم نے چار آنے کا گڑ لینا ہو، تو تم بھاؤ معلوم کرنے کے لئے تمام گاؤں کی دوکانیں چھان ڈالتے ہو، اور پھر خریدتے ہو، اور مذہب کو تم نے چار آنہ کے گڑ سے بھی ناکارہ سمجھا ہے، اور نمک کی کان میں جاکر نمک ہوگئے ہو، آج کوئی نیا قرآن یا نیا نبی نہیں آیا، بلکہ وہی قدیم جو صدیوں قرآن مجید سے آرہا ہے، جو تم کو اپنے بزرگوں سے ملا ہے، اور جو عقیدہ ہمارے گاؤں میں مروج ہے، وہ کفر وشرک سے کوسوں دور ہے، باقی اگر کوئی معمولی لغزش ہو تو اسکا کفر سے تعلق نہیں، اس واسطے تم اپنی حالت پر رحم کرتے ہوئے میری کتاب کو اول سے آخیر تک غور سے پڑھو، اور سوچو اگر سمجھ آجائے فہوالمراد، ورنہ تم مختار ہو، میں تم کو اب بھی مسلمان ہی جانتا ہوں، لیکن تمہاری تکفیر بازی کی وجہ سے پریشان ہوں کہ شاید کوئی مشکل معاملہ تم کو نہ پیش آجائے اور تمام پڑھنے والوں سے درخواست ہے کہ کتاب پڑھ کر مسکین کے لئے دعا کریں، اور مسکین بھی آپ کے لئے دعا کرتا ہے، کہ اللہ تعالی ہم سب کا خاتمہ کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ پر کرے آمین برحمتک یاارحم الراحمین

استعانت وتوسّل

سوال............کیا تاجدار مدینہ ﷺ کے روضۂ خضراء پر جا کر بطور مدد اور شفاعت کہہ سکتا ہے کہ حضور میرے لئے دعا خیر فرمائیں، کہ اللہ تعالی میری دین و دنیا کی مشکلیں حل کردے یا ایسا ہی کسی ولی اللہ کے مزار پر جو زندگی میں با کرامت اور مستجاب الدعوات ہوا ہو کہہ سکتا ہے کہ آپ میرے لئے دعا خیر کریں۔

جواب............انبیاء علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں خصوصا حضور پرنور سرور دو عالم ﷺ حیات النبی ﷺ ہیں، حیات جسمانی دنیاوی کھاتے پیتے ہیں، اور نماز با اذان و جماعت پڑھتے ہیں، حدیث ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے روایت کی ہے، انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں،

علامہ شوکانی نے نیل الاوطار میں بیہقی کے حوالے سے اس حدیث کی صحت کی ہے استاذ ابو منصور بغدادی اور متکلمین محققین حیات الانبیاء کے قائل ہیں۔

اور مشکوۃ شریف میں حدیث ہے،

اللہ تعالی نے زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام کیا ہے۔

ملا علی قاری مرقات میں شرح الصدور کے حوالہ سے لکھتے ہیں،

کہ اخبار صحیحہ اور آثار صریحہ سے ثابت ہے کہ تمام مردے سلام و کلام سنتے ہیں، ور انکو انکے رشتہ داروں کے اعمال بتائے جاتے ہیں او ر انبیاء کی حیات تو اکمل ہے ورو راثت کے ذریعہ سے علماء کے ابدان بھی سالم رہتے ہیں نماز اور قرآن پڑھتے ہیں اسی لئے کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ نہیں مرتے بلکہ اس دنیا سے آخرت کی طرف انتقال کرتے

ہیں حضرت سعید بن مسیّب فرماتے ہیں، واقعہ حرہ (جب یزید نے مدینہ منورہ پر فوج کشتی کی) کے موقعہ پر جب نماز کا وقت مجھ کو معلوم نہیں ہوتا تھا تو میں روضہ انور کی دیوار کے ساتھ کان لگا تا تھا تو مجھے اذان و جماعت کی آواز آتی تھی، تو میں بھی نماز پڑھ لیتا تھا۔

شرح کامل مبرد میں ہے، جب حجاج بن یوسف نے کہا کہ روضہ مطہرہ میں چند بوسیدہ ہڈیوں کے سوا کیا ہے تو علماء وقت نے اس پر کفر کا فتوی دیا۔

شرح الصدور صفحہ ۷۸ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مردوں کو کفن اچھا پہناؤ، کیونکہ وہ اچھے کپڑوں سے فخر کرتے ہیں اور قبروں میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں پھر آپ نے فرمایا، کہ جب میت قبر میں رکھی جائے، اسکے رشتہ دار آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ان کے پیچھے کیا کیا معاملہ ہوا، اور فلاں کی کیا حالت ہے ابو زرین نے عرض کیا، یارسول اللہ میرا راستہ قبرستان میں ہے جب میں انکے پاس سے گذروں، تو کوئی بات کرسکتا ہوں آپ نے فرمایا کہو۔

یااھل القبور انتم لنا سلف وانا ان شاء اللّٰہ بکم لاحقون

اے قبروالو! تم ہم سے پہلے جا چکے ہو اور ہم بھی تم کو ان شاءاللہ ملنے والے ہیں۔

ابوزرین نے عرض کیا، کہ یارسول اللہ ﷺ سنتے ہیں آپ نے فرمایا سنتے ہیں لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے، اگر کوئی انکو السلام علیکم کہے تو قیامت تک علیکم السلام کہتے رہیں گے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں،

"کہ اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ روح علییّن میں ہو یا جنت میں ہو، اس کا بدن سے تعلق ہے، جس کی وجہ سے مردہ جانتا سنتا نماز پڑھتا ہے لیکن دنیا دار کو یہ بات اوپری

(عجیب) معلوم ہوتی ہے، روح کی حرکت ایسی تیز ہے، کہ ایک آنکھ کے لمحہ میں علیین سے قبر پر آتی ہے"۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی شاگرد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "تذکرہ موتیٰ" کے صفحہ نمبر ۴۲ پر لکھتے ہیں،

"منکر نکیر کے سوال کی حدیثیں اور مردہ کو اپنی جگہ جنت یا دوزخ میں بتلانی اور عذاب قبر اور انعامات قبر اور زیارت قبر اور سلام سے انکو خطاب حاضر عاقل کا کرنا یہ باتیں بتلاتی ہیں کہ ان کی روحیں قبر میں ہوتی ہیں، اور ان کی قبروں اور علیین میں راستہ ہے اگر کوئی زائر قبر پر سلام کہے تو طرفۃ العین میں آ جاتے ہیں، اور جواب سلام دیتے ہیں، اولیاء اللہ نے کہا ہے ہمارے ارواح اجسام کا کام دیتے ہیں اور زمین آسمان بہشت جہاں چاہیں جاتے ہیں، اپنے دوستوں اور مریدوں کی مدد کرتے ہیں، اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں، اور انکی روحیں اسی طریقہ سے فیض باطنی دیتی ہیں، اور ان کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی، بلکہ کفن بھی سالم رہتے ہیں"۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حافظ قرآن مرتا ہے تو حق تعالیٰ زمین کی طرف وحی بھیجتا ہے کہ اس کا گوشت مت کھانا زمین التجا کرتی ہے کہ اے رب میں اس کا گوشت کیسے کھاؤں، کہ تیرا کلام اسکے سینے میں ہے۔

اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حدیث سنی ہے کہ جس جسم نے گناہ نہیں کیا اس پر زمین مسلط نہیں ہوگی (یعنی نہیں کھائے گی) اقول سے قاضی صاحب فرماتے ہیں،

''اولیاء اللہ کہ جن کے دلوں اور بدنوں میں اصلاح ہوئی ہے اور گناہوں سے محفوظ مغفور رہیں، زمین ان کے جسموں کو بھی نہیں کھاتی''۔

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دھلوی تفسیر فتح العزیز جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۳۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں،

''پس موت بمعنی عدم حس وحرکت وادراک وشعور جسم کو جدائی روح کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن روح میں بالکل تغیر نہیں ہوتا جیسے، پہلے تھا اب بھی ہے بلکہ پہلے سے زیادہ صاف اور زیادہ روشن ہے کیونکہ تدبیر بدن اور دنیاوی اموراس کی صفائی ادراک میں مانع تھے، جب بدن سے علیحدہ ہوا تو وہ مانع اٹھ گیا پس کوئی روح ہو شہید کی ہو یا عام مومنین کی ہو کافر کی ہو یا فاسق کی ہو سننے جاننے کے لحاظ سے اس کو مردہ نہیں کہا جا سکتا مردگی صفت بدن ہے، روح کو دو معنی سے موت لاحق ہوتی ہے،

1............ یہ کہ روح بدن سے متعلق تھا تو ترقی کرتا تھا اب نہیں۔

2............ تمتعات تلذذات مثل کھانے پینے اور سیر کرنے جو بدن کی وجہ سے تھیں اب نہیں ہوں گی۔

یہ دو معنی کی موت غیر شہداء میں ہوگی، شہداء میں ان دو معنی کی موت بھی نہیں بلکہ وہ اعمال میں ترقی کرتے ہیں، اور کھاتے پیتے بھی ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں،

''کہ جب فوت شدہ سوال منکر نکیر میں جواب اچھا دیتا ہے اور آرام پاتا ہے آرزو کرتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس کوئی ہو کہ میرے گھر والوں کو پتہ بتلا دے کہ میں آرام اور خوشی میں ہوں''۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ۲/۴۲۰)

دوسری جگہ لکھتے ہیں،

''کہ اولیاء اللہ اہل کشف کے نزدیک یہ بات محقق و مسلّم ہے، کہ بہتوں کو فیض قبروں سے ہوا اور اس فرقہ کو اویسی کہتے ہیں''۔

امام شافعی فرماتے ہیں،

''کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر دعا کے قبول ہونے میں تریاق مجرّب ہے''۔

اور امام غزالی فرماتے ہیں،

''کہ جس شخص سے زندگی میں دعا کرائی جاتی تھی مرنے کے بعد بھی ان سے کرائی جاسکتی ہے''۔

ایک برزگ نے فرمایا ہے، کہ چار بزرگ اپنی قبروں میں ایسا تصرّف کررہے ہیں جیسے زندگی میں کیا کرتے تھے، شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دواور کا نام بھی لیا۔

احمد بن زروق فقیہ وعالم وولی مغرب کے ملک کے ہیں، فرماتے ہیں،

''ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کی امداد (دعا) زیادہ مضبوط ہے یا مردہ کی، میں نے کہا، ایک جماعت کہتی ہے کہ امداد زندہ کی زیادہ قوی ہے لیکن میں کہتا ہوں، امداد (دعا) مردہ زیادہ قوی ہے، شیخ نے کہا، ہاں وہ اللہ تعالی کے دربار میں ہے، اور اس کی دعا مقبول ہے''۔

انور شاہ صاحب صدر مدرس دیوبند نے شرح ترمذی میں حدیث ''السلام علیکم'' کے ماتحت لکھا ہے کہ یہ حدیث اور بہت سی حدیثیں سماع موتی پر دلالت کرتی ہیں، اور

لوگوں میں مشہور ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سماع موتی نہیں ہے۔(۳۸۶/۲)

اور ملا علی قاری نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ذکر کیا ہے،

"مشہور کا کوئی اصل اماموں سے مروی نہیں ہے بلکہ انہوں نے اس مسئلہ کو قسم کے باب سے استنباط کیا ہے کہ کسی آدمی نے قسم کھائی، کہ میں فلانے آدمی سے بات نہیں کروں گا اب وہ آدمی مرگیا، اور اس کی قبر پر جاکر بات کی، تو قسم واقع نہیں ہوگی"۔

(اقول) سے ملا علی صاحب فرماتے ہیں،

"کہ قسم کے واقعہ نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قسم کی بناء رواج پر ہے اور رواج میں لوگ نہیں جانتے کہ مردہ سنا کرتے ہیں اور تحقیقی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب سماع موتی کا انکار نہیں کرتے"۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں،

کہ اگر ہم کہیں کہ مردے سنتے ہیں اسمیں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ یہ بات قدر مشترک تواتر حدیث سے ثابت ہے اور تاویلات متکلفہ کی طرف ہم توجہ نہیں کرتے اور ہمارے ائمہ ثلاثہ سے انکار بھی ثابت نہیں ہے، اور جو آیات اس طرف اشارہ کرتی ہیں ان کا مطلب صحیح بن سکتا ہے"۔

شیخ اشعۃ اللمعات میں انک لاتسمع الموتی کا معنی کرتے ہیں تو سنا سکتا بلکہ خدا تعالی سناتا اور مراد موتی اور من فی القبور سے کافر ہیں اور مراد نہ سننے سے اسلام کا نہ قبول کرنا ہے اور آیت کا شان نزول بتاتا ہے کہ یہ آیت دعوت کفار کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

مواہب لدنیہ میں محمد بن اسحاق سے اور امام احمد حنبل ہر دو طریقے سے عائشہ کا اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر پر جاکر باتیں کرنا اور حضرت عمر فاروق کے روضہ اطہر میں مدفون

ہونے کے بعد بلا پردہ نہ جانا یہ چیزیں بتلاتی ہیں کہ حضرت عائشہ نے اپنے قول سے رجوع کرلیا ہے۔

بحرالعلوم عبدالحی ارکان الاسلام میں دارقطنی کی روایت سے حدیث لکھتے ہیں،

''حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی، اس پر میری شفاعت واجب ہوئی پھر آپ نے فرمایا، جو خالص میری زیارت کے لئے ہی آیا مجھ پر حق ہے کہ روز قیامت میں اس کا شفیع بنوں، پھر فرمایا جس نے حج کیا، اور میری قبر کی زیارت میری وفات کے بعد کی، گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی، پھر فرمایا، جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے ظلم کیا، اسی واسطے زیارت کو ظاہریہ نے واجب کہا ہے لیکن احناف کے مذہب میں قریب الوجوب ہے''۔

ابن تیمیہ پیرومرشد نجدی تفسیر سورہ اخلاص میں لکھتے ہیں،

''کہ انبیاء اور صالحین کی قبروں کی زیارت حاجتوں کے لئے اور ان سے دعا منگوانے کے لئے جانا گمراہی اور شرک ہے کیونکہ وہاں شیاطین رہتے ہیں اور یہی عقیدہ ہمارے ہم عصر علماء کا ہے''۔ (ص/۱۲۱)

فتاوی قاضی خان اور عالمگیری میں ہے کہ جب مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ خضراء پر جائے تو آپ کی صورت کریمہ مبارکہ کو یہ خیال کرے کہ آپ اپنے روضہ مبارک میں جلوہ افروز ہیں اور اسکو جانتے ہیں، اور اس کا کلام سنتے ہیں اور دست بستہ ہوکر السلام علیک یارسول اللہ کثرت سے پکارے اور عرض کرے کہ آپ کو رب کے دربار میں شفیع کرتا ہوں کہ میری اور تمام مومنوں کی شفاعت کریں، پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت میں عرض کرے، آپ کے پاس آیا ہوں،

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفارش کریں، کہ میرے لئے رب کے دربار میں شفاعت کریں"۔ (فتاوی قاضی خاں ۱/۱۴۶، عالمگیری ۱/۳۷۳)

بحرالعلوم نے تاریخ کازرونی سے نقل کیا ہے،

"عتبی نے روایت کیا ہے کہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر بیٹھا تھا کہ ایک بدوی آیا، اور السلام علیکم عرض کیا، اور چند اشعار نعتیہ پڑھے اور دعا مانگی کہ یا اللہ تو نے اپنے کلام پاک میں فرمایا اور تیرا قول حق ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ اگر یہ ظالم گنہگار آپکے پاس آئیں پس وہ اللہ تعالی سے دعا مانگیں اور رسول بھی ان کے لئے دعا مانگے۔ (سورت نمبر۳/ پارہ نمبر۵)

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ، آپ ان کے لئے دعا کریں آپکی دعا خیر باعث آرام ہے (سورت نمبر۳/ پارہ نمبر۱۱)

یارسول اللہ ظالم گنہگار پاپی آپ کے در دولت پہ حاضر ہو گیا اور اللہ تعالی سے دعا مانگ لی ہے اور آپ سے التجا کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے دعا مانگیں کہ اللہ تعالی مجھ کو بخش دے عتبی نے کہا ہے کہ میں وہاں سے لوٹا اور سو گیا، اور تاجدار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا، اے عتبی بدوی کو مل اور خوشخبری دے کہ اللہ تعالی نے تجھ کو بخش دیا ہے، میں اس کو ملا، اور خوشخبری دے دی علماء باعمل (اولیاء) نبیوں کے وارث ہیں جو بات آقا کے لئے جائز ہے غلام بھی کر سکتے ہیں مسلمانوں نے مزارات کی مجاوری اختیار کی، اور دعائیں منگائیں، اور قبریں کالجوں کا کام دینی لگیں۔

چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ صاحب مکتوبات شریف میں لکھتے ہیں،

''کہ خواجہ احرار پیر مولانا جامی کو خواجہ نقشبند کی قبر سے اور خواجہ نقشبند کو خواجہ عبدالخالق کی قبر سے اور خواجہ ابوالحسن خرقانی (پیر غزنوی) کو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم کی قبر سے فیوض واسانید ملیں، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو داتا گنج بخش صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے فیض ہوا، قاضی صاحب ایون والے ننگے پاؤں گھر سے گجرات شاہ دولہ صاحب کی قبر پر جاتے، انکو بھی یہیں سے فیض ملا ایسی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں جن کا لکھنا طوالت سے خالی نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روضہ پر بھی دعا نہ مانگے بلکہ روضہ کی طرف پشت کرے۔ (استغفر اللہ)

جبکہ فتح العزیز میں ہے کہ مسند ابو حنیفہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے،

سنت یہ ہے کہ روضہ پر قبلہ کی طرف سے آئے پشت قبلہ کی طرف ہو اور منہ روضہء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو۔

اس روایت سے امام صاحب کی طرف جو قول منسوب ہے مردود ہو گیا، اِنَّكَ مَيِّتٌ کا جواب یہ ہے، کہ موت آتی ہے لیکن قبر میں پھر زندہ کر دیئے جاتے ہیں، اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا معنی مجھ سے مدد مانگو یعنی مجھ سے خود بخود خط لکھنا یا کسی سے لکھوانا ایک ہی مطلب ہے، زندہ ولی سے دعا کرانا تم بھی جائز جانتے ہو وصال شدہ ولی نے کونسا قصور کیا، جب وہ سنتا ہے اور قبر میں فارغ البال ہے، اسکا کام دعا ہی کرنا ہے، زندہ کو ہزاروں جھگڑے بال بچوں اور اپنے کھانے پینے کے ہوتے ہیں اس واسطے اس کی دعا بہتر ہے قرآن واحادیث سے کوئی دلیل تمہارے پاس نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرانا فعل ہے حکم نہیں ہے لاتشد الرحال کا جواب یہ ہے کہ ثواب نماز کیلئے سفر کرنا ان تین مسجدوں کے سوانا جائز ہے ورنہ تجارت اور طلب علم کے لئے سفر کرنا جائز ہے ایسا ہی زیارت کیلئے بھی جائز ہے اور "الانبیا لا یترکون فی قبورھم الخ اس کی صحت درست نہیں ہے اور امت نے اس کو قبول نہیں کیا کیونکہ حیات انبیاء کی احادیث کثیرہ ہیں اور حضور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے پرورگار سے التجا کی ہے کہ مجھ کو دنیا میں اپنی امت میں ہی رکھا جائے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ،ان کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ان میں رہو گے۔

سلطان نورالدین کو ۵۵۷ھ میں حضور سرودو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کے وقت خواب میں تین مرتبہ زیارت ہوئی او رشر نصرانیوں سے آگاہ کیا، سلطان نے مدینہ منورہ حاضر ہو کر انکو گرفتار کر کے جلوادیا اور دیوار روضہ کو تمام دھاتیں پگھلا کر پانی نکلنے کی جگہ تک مضبوط کر دیا یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ قبور بھی انوار رحمت وفیض الٰہی ہیں۔

مزارات اولیاء اور بتوں میں فرق؟

سوال............موجودہ مسلمان جو بزرگوں اوران کے مزارات پر جا کر دعائے خیر کراتے ہیں اور مشرکین عرب جو بتوں سے عقیدت رکھتے تھے، کچھ فرق ہے یا کہ یکساں ہیں۔؟

جواب............اسلام کی بنیاد ہی توحید پر ہے، اگر توحید نہیں تو اسلام میں داخل ہی نہیں ہوسکتا، تمام انبیاء حضرت آدم سے لے کر حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک یہی وعظ کرتے آئے ہیں کہ اس کے بغیر تمہارا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اور توحید کیا ہے یہ کہ ایک

اللہ تعالیٰ کو لائق عبادت سمجھو۔

إِنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ مَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ

بے شک تمہارا الہ لائق عبادت ایک ہے خدا کے ساتھ دوسرا لائق عبادت مت بناؤ اللہ کے بغیر کوئی لائق عبادت نہیں۔ (سورۃ ۱۳/ پارہ ۳)

اسلام نے الہ واحد کے منوانے پر اتنا زور دیا کہ بنائے خمسہ میں اس کو پہلا درجہ دیا کہ زبان ولی سے توحید کا اقرار کرو گے، تب اسلام میں داخل ہو گے، اس کلمہ کو تبلیغی قرار دیا، مسجدوں کے دروازوں پر لکھوایا اور اسکو افضل الذکر قرار دیا۔

لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی الہ (لائق عبادت) نہیں، اور جس نے الہ واحد نہ مانا اور تعدد الہ کا قائل بنا اس کو ڈانٹا گیا اور اس کیلئے کفر کا فتوی صادر فرمایا،

لَا تَتَّخِذُوا إِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ،

خدا دو مت بناؤ بے شک وہ خدا ایک ہے انہوں نے کفر کیا جنہوں نے مسیح بن مریم کو خدا کہا۔ (پ ۶/ س ۱۲، ۱۳)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ

اور انہوں نے کفر کیا جنہوں کہا کہ اللہ تین خداؤں میں کا تیسرا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر لکھتے ہیں، کہ مرتبہ الوہیت (خدائی) میں تینوں برابر کے حصہ دار ہیں، ایک خدا دوسرا عیسیٰ روح القدس صاحب کشاف لکھتے ہیں،

کہ اللہ تعالیٰ ذات واجب الوجود کا نام ہے اور الہ وصف ہے حق و باطل معبود دونوں پر بولی جاتی ہے لیکن اکثر معبود حق کو ہی کہتے ہیں آگے جا کر لکھتے ہیں کہ مشرکین اپنے

اپنے بتوں کے نام اللہ کے ناموں پر رکھتے تھے اور ان کی بڑی تعظیم کرتے اور ان کو الٰہ کہتے تھے "والنبیین اربابا" نیچے لکھتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو ملائکہ کی عبادت اور یہود و نصاریٰ کو عزیر و مسیح علیہما السلام کی عبادت سے منع کیا کرتے تھے، نجران کے عیسائی آپ کو کہنے لگے کہ آپ کا خیال ہے کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب بنالیں، آپ نے فرمایا، معاذ اللہ کہ ہم غیر اللہ کی عبادت کریں، یا غیر اللہ کی عبادت کا حکم کریں، اور مشرکین دو خداؤں کے قائل تھے، اللہ تعالیٰ کو بھی رب کہتے تھے اور الٰہ کو بھی رب کہتے تھے۔

اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارِ ،اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى .

کیا بہت سے رب بہتر ہیں یا خدائے واحد غالب بہتر ہے۔ ذرا فکر کرو، میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔ (پ۱۲، پ۳۰/س۲)

اور مبلغان نجد شبہ کرتے ہیں کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو اللہ خالق مانتے تھے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهَ (الآیة)

اگر تو ان سے سوال کرے کہ کس نے آسمان و زمین بنائے کہتے ہیں اللہ نے بنائے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا ہے کہ مجھ کو اللہ مانو یا خالق مانو بلکہ وہ فرماتا ہے کہ ایک الٰہ کو مانو کیا وہ ایک الٰہ مانتے تھے ہرگز نہیں بلکہ کہتے تھے۔

قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ

انہوں نے کہا کیا تو ہم سے اکیلے خدا کی عبادت کرانے آیا (پ۸/س۱۵)

مَانَحْنُ بِتَارِكِیْ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ

ہم اپنے الہ کو تیری بات کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے (پ۱۲/س۴)

يَقُوْلُوْنَ ائِنَّا لَتَارِكُوْا الِهَتِنَا لَشَاعِرٌ مَجْنُوْن

کہتے تھے کہ ہم شاعر دیوانہ کی وجہ سے اپنے الہ کو چھوڑ دیں۔ (پ۲۳/س۵)

اَتَتَّخِذُ اَصْنَاماً اٰلِهَةً کیا تو نے بتوں کو خدا بنا رکھا ہے (پ۷/س۱۴)

قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا ہم لوگ بتوں کی عبادت کرتے ہیں (پ۱۹/س۱۸)

اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْکُرُ اٰلِهَتَکُمْ وَ هُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ یَکْفُرُوْنَ

کیا یہ شخص (رسول اللہ ﷺ) ہمارے خداؤں کی توہین کرتا ہے اور وہ یاد خدا کا انکار کرتے ہیں۔

اب آپ فیصلہ کرلیں قرآن پاک آپ کے سامنے ہے اللہ واحد کی عبادت سے انکار ہے اور پتھروں کی عبادت پر اصرار ہے اور ان کو الہ کا خطاب دیا جاتا ہے جو کہ خاص اللہ واحد کی وصف ہے، ادھر ان کی توہین گوارا نہیں ادھر اللہ کی عبادت تک کا انکار ہے شبہ

(۲) ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہماری شفاعت کریں

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰهِ زُلْفٰی

ہم ان کی عبادت اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لئے کرتے ہیں۔

(پ۲۳/س۲۴)

وَیَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِنْدَ اللّٰهِ (پ۱۱/س۶)

اور کہتے تھے کہ ہمارے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفاعت کرنے والے ہیں۔

جواب یہ اقوال ان کے بیہودہ تھے جیسے ننگے طواف کعبہ کرنا اگر کوئی منع کرتا تھا تو کہتے تھے کہ ہمارے کپڑے گناہ آلود ہیں اس واسطے ننگے طواف کرتے ہیں ایسا ہی ان کا

یہ کہنا ہے کہ ہم شفاعت کیلئے عبادت کرتے ہیں دروغ گورا حافظہ نباشد، دوسری جگہ براہ راست مدد مانگتے ہیں۔ حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ (پ ۱۷/س ۴)

اس کو جلا دو اور اپنے الہ سے مدد مانگو۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ

انہوں نے اللہ کے سوا الہ بنا رکھے تھے شاید وہ مدد دیئے جائیں۔

سفارش کرنا تو جرم نہیں کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا (پ ۵/س ۱۰)

جس نے اچھی شفاعت کی اس کو ثواب کا حصہ ملے گا۔

عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ (پ ۱۷/س ۲)

اللہ لوگ اس کے امر سے آگے نہیں بڑھتے اور اسکے امر پر عمل کرتے ہیں۔

ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ ۳/س ۱۵)

پھر لوگوں کو کہے کہ اللہ تعالی کے سوا میرے بندے بن جاؤ۔ (ایسا کام ہرگز نہیں کرتے)

بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (پ ۲۲/س ۲)

مومنوں کو خوشخبری دو کہ ان پر اللہ تعالی کا بڑا فضل ہے۔

اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ نِ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ (پ ۲۲/س ۲)

رب ہمارا بخشنے والا قدر شناس ہے جس نے ہم کو جنت میں اپنے فضل سے لایا ہے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنِيْبُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (پ ۲۴/س ۲)

میری طرف سے کہہ دو کہ اے مرے بندو جنہوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا امید مت ہو اللہ تمام گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور موت آنے سے پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر تم کو قیامت میں امداد نہیں دی جائے گی۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ

(پ ۲۴/س ۱۰)

ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کی امداد دنیا اور آخرت میں کرتے ہیں اور کرینگے۔

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۲۰/س ۷)

مومنوں کی امداد کرنا ہم پر لازم ہے۔

یہ آیات بتلا رہی ہیں کہ مولائے کریم مومنوں پر بڑے مہربان ہیں اور مومنوں کی امداد کرنا حق جانتے ہیں ایسا ہی تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں پر مہربان ہیں۔

یارب تو کریمی و رسول تو کریم — صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

یارب تو مہربان ہے اور رسول تیرا بھی مہربان ہے، سو شکر ہے کہ ہم دو مہربانوں کے درمیان ہیں۔

آپ کی ذات معصوم و مغفور ہے اگر فکر ہے تو امت کا ہی ہے۔ اللھم اغفر

لامتی ،اے مولا مری امت بخش دے۔

مشکوۃ شریف میں ہے کہ میں پہلا شفیع ہوں گا جس کی شفاعت عظمی مقبول ہوگی اور حمد کا جھنڈا مرے ہاتھ میں ہوگا اور میں نبیوں کا امام اور خطیب ہونگا، اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں خلیل کے معنی ہیں کہ مولا کریم کی رضا پر چلے اور حبیب وہ ہے کہ مولا اسکی رضا پر چلے۔ (صفحہ نمبر ۵۱۳)

جیسے فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا (پ ۲/س ۱)

پس ہم تیرا قبلہ تبدیل کر کے تجھ کو راضی کر دیں گے۔

اور آپ نے فرمایا کہ مری شفاعت امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے مومن جیسا بھی گناہ گار ہوگا بخش دیا جائے گا۔

کافر کیلئے شفاعت نہیں ہے

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ (الآية)

(پ ۱۱/س ۲)

نبی کریم اور مومنوں کو اجازت نہیں کہ وہ کافروں کے لئے بخش کی دعا مانگیں۔

مَاتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ .

گو ان کے رشتہ دار ہوں کیونکہ وہ دوزخی ہو چکے ہیں۔

کافروں کے لئے حکم بالکل بند ہو گیا یہاں تک کہ آپ کے چچا ابو طالب باوجود از حد شفیق مہربان ہونے کے جب فوت ہوئے تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ آئے عرض کی یا رسول اللہ میرے والد اور آپ کے شفیق چچا فوت ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا: دفن کر دو چنانچہ دفن کر دیئے گئے لیکن منافق ابھی مومنوں میں ملے جلے تھے اس واسطے آپ ان کے

لئے دعا کرتے تھے حکم ہوا،

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (الآیة)

(پ ۱۰/س ۱۵)

دعا مانگو یا نہ مانگو اگر ستر دفعہ بھی مانگو تب بھی اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔

پھر بھی آپ نے دعا نہ چھوڑی کیونکہ آپ مومنوں پر از حد مہربان ہیں۔

یہاں تک حکم نازل ہوا

وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ (پ ۱۰/س ۱۶)

منافق کی نماز بھی مت پڑھو اور اس کی قبر پر مت کھڑے ہو۔

اب منافق کے لئے بھی دعا بند ہوگئی۔

لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ (پ ۲۴/س ۶)

مت فریاد کرو ہماری طرف سے تم کو کوئی امداد نہیں دی جائے گی۔

مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ (پ ۲۴/س ۶)

کافروں کا کوئی دوست نہیں اور نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہے جس کی بات سنی جائے اور اس کو اذن شفاعت دیا جائے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ (پ ۲۴/س ۱)

آیا شفاعت کرنے والے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا بنا رکھے ہیں۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا فرما دو کہ تمام شفاعت خدا کے اختیار میں ہے۔

کسی کو اجازت نہیں کہ ہمارے اذن کے بغیر شفاعت کر سکے کیونکہ خیالی پلاؤ پکاتے تھے کہ ہماری شفاعت فلاں فلاں کریں گے، کافر و منافق کے لئے نہ دعائے بخشش

ہے اور نہ شفاعت ہے اور قرآن پاک میں جو جگہ جگہ آتا ہے کہ شفاعت مقبول نہیں ہوگی، اور شفاعت باالاذن ہوگی محض کفار کے لئے کہا گیا اور جو آیات کفار کے متعلق ہیں یہ لوگ ان کو عام بتا کر شفاعت کا انکار کرتے ہیں، اور قسم قسم کی فرضی اصطلاحات بنا کر کہتے ہیں کہ شفیع غالب نہیں ہوں گے کافر منافق کے لئے تو دروازہ ہی بند ہو چکا مومن کے لئے اللہ تعالیٰ بھی امداد کا وعدہ فرما رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرمارہے ہیں کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا جنت میں داخل کرا کر دم لوں گا، اور یہ کس مسلمان کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی ولی اللہ تعالیٰ سے زور والا ہے، اور زور سے شفاعت کرائے گا، دانا کے لئے ایک نقطہ کافی ہے، نعوذ باللہ من ذلک، اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے کہ مومن گناہ گار کی شفاعت کرو اور مومنوں کو حکم ہے اپنے عمل پر نازاں مت ہونا بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل انبیاء، اولیاء، درویشان امت کی دعا کے ملتجی رہنا، یہ بہت بڑا فلسفہ ہے، سعدی فرماتے ہیں ۔

ہر آنکہ استعانت بدرویش برد ۔۔۔ اگر با فریدوں زند پیش برد

جس نے درویش سے دعا کرائی اگر فریدون بادشاہ سے بھی مقابلہ ہو تو غالب آئے گا۔

اُٹھ فرید اُٹھیا میلا ویکھن جا ۔۔۔ شاید کوئی بخشیا ملے تینوں تو بھی بخشیا جا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماذون الشفاعت ہیں، شفاعت کے کیا معنی ہیں، سفارش اور دعا کے ہیں، دنیا میں بھی آپ مومنوں کے لئے دعائیں کرتے رہے، حضرت ابوہریرہ کا واقعہ حدیث میں آتا ہے، حضرت میری والدہ آپ کو برا بھلا کہتی رہتی ہے دعا مانگو کہ مسلمان ہو جائے آپ نے دعا مانگی اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے کہ دعا منظور ہو گئی

ہے گھر آئے اور والدہ غسل کر کے تیار تھی پڑھنے لگی لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ .

روضہ میں بھی کر رہے ہیں او رقیامت کو بھی کریں گے اور قیامت کے دن اجازت محض رسمی ہوگی جس سے آپ کی شان وشوکت دوبالا ہوگی اس اجازت سے آپ کی کمی شان مقصود نہیں ہے کہ اجازت ملے یا نہ ملے بلکہ ملنا یقیناً ہے اور اجازت رسمی ہے شفاعت کا مسئلہ ضمناً آ گیا اصل بات یہ تھی کہ پتھروں کو سفارشی بنانا سیاہ باطنی کی دلیل ہے پتھر کو ہاتھ سے تراشے اور پھر اللہ تعالی کے ذاتی صفاتی نام اس پر چسپاں کرے اور پھر کہے کہ یہ میرا سفارشی ہے غلط ہے ایسا ہی کسی نبی یا فرشتہ کو اللہ تعالی کے ناموں سے پکارے اور پھر کہے کہ یہ میرے سفارشی ہیں ویسا ہی ہوگا اور فرعون کہتا ہے۔

مَاعَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِیْ (پ ۳/س ٦)

میں اپنے بغیر تمہارے لئے کوئی الہ نہیں جانتا۔

الہ (لائق عبادت) یہ خاص اللہ تعالی کی وصف جس کا غیر پر اطلاق کرنا کفر ہے ایسا ہی اور وصفیں ان پر بولتے اور خدا جیسا ان کو جانتے ذبح کے وقت ان کا نام لیتے اس لئے مشرکین کا ذبیحہ حرام کیا اور خیرات کیوقت ان کے حصے مقرر کرتے غرض جو خدا تعالی کے متعلق کام تھے ان سے کراتے اور پورا پورا اللہ کا شریک (حصہ دار) مقرر کرتے اسی واسطے اللہ تعالی نے فرمایا،

لَوْ كَانَ هٰؤُلَاءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا (پ ١٧/س ٦)

اگر یہ خداونداں ہوتے تو دوزخ میں نہ جاتے۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (پ ١٧/س ١)

اگر خدا کے سوا کئی خدا ہوتے تو زمین آسمان تباہ ہوجاتے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا (پ ١٥)

فرمادو اگر خدا کے ساتھ اور خدا ہوتے۔

لاَابْتَغَوْا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلاً(پ ۴)

خداوندعرش کی طرف پڑھائی کرتے۔

اورتم کہتے ہوکہ کفاران کوخدا جیسا اور خدا کا شریک نہ جانتے تھے جب یہ بات تھی تو پھر اللہ تعالی نے ان کو یہ الزام کیوں دیا۔

کتاب التوحید میں ہے،

جس نے غیر اللہ کو پکارا وہ کافر ہے ہمیشہ دوزخ میں رہیگا، ہمارے زمانہ کے مشرک وہ لوگ ہیں جو بزرگوں کو پکارتے ہیں۔(۱/۱۱)

صاحب بلغہ غیر کوخواہ جن ہو یا ملائکہ یا ولی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو قضاء حاجات کے واسطے پکارنا کفر شرک ہے ہر دو حضرات کا مقصد ایک ہے لیکن پہلے صاحب محقق معلوم ہوتے ہیں کیونکہ جب قرآن میں غیر اللہ کی پکار کو منع کیا ہے تو یقیناً کفر ہے شرطیں وغیرہ لگانا اچھا نہیں۔پہلی بات جس پر قرآن نے زور دیا ہے وہ واحد کا ماننا ہے اور تعدد الہ کا ناممکن ہونا ثابت ہے اور الہ واحد کی عبارت کوفرض قرار دیا۔

اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْ اِلَّا اِیَّاہُ (پ ۱۲ /س ۱۴) تیرے پروردگار نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے سوا عبادت کسی کی نہ کی جائے۔

قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْ اِلَّا اِیَّاہُ تیرے پرودگار نے فیصلہ کیا ہے کہ اسکے سوا عبادت کسی کی نہ کی جائے۔

عبادۃ کے معنی صاحب کشاف نے نہایت عاجزی سے اور ذلت کے لئے ہیں اور غلام کو عبد ذلیل اور متفادونے کی وجہ سے کہتے ہیں،لہذا عبادہ شرعی بغیر مولی کریم کے اور کسی کے لئے جائز نہیں ہی کیونکہ شرف مقام جسم میں سر ہے اس کو زمین پر بغیر مولی کے نہیں رکھا جاتا سجدہ غیر اللہ کفر ہے اور شرعی عبادۃ یعنی نماز خصوصا سجود کی حالت یہ کسی غیر اللہ کے لئے جائز نہیں اور منجد نے عبادۃ کے معنی طاعۃ لکھے ہیں او، سعدی نے کریما میں عبادۃ کا معنی طاعت کیا پھر بندگی کیا پھر نماز کر کے بحث کا دروازہ بند کر دیا۔

نماز از سر صدق بر پائیدار

نماز خلوص سے پڑھ، اور عبادۃ کا معنی یہ بھی ہے کہ جس امر پر ثواب ملے اس کو عبادۃ کہتے ہیں، پانچ بناء اسلامی عبادات ہیں، نماز غیر اللہ کی جائز نہیں اگر پڑھی تو کافر ہے لیکن نماز پڑھ کر اس کا ثواب کسی کو بخش دیا تو جائز ہی جیسے ہدیہء رسول کے نام نفل پڑھتے ہیں جائز ہیں، ایسا ہی روزہ حج، زکواۃ اللہ ہی کیلیے ہونگے، لیکن ان کا ثواب بخش سکتا ہے۔

امام بخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ میں ہے،

والذین لایدعون کامعنی لایعبدون کرتے ہیں .(۱/۲۰۷)

اور تمام مفسرین جلالین، بیضاوی صاحب کشاف، وادعوہ واعبدون اور شاہ ولی اللہ صاحب کا فارسی ترجمہ سب متفق ہیں کہ عبادت والا معنی صحیح ہے اگر پکار کا معنی کیا جائے۔

انَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ وَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (پ ۲٦ /س ۱۰)

اللہ کی مسجدیں ہیں اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔

یہ معنی کرنے سے اذان بند کرنی پڑے گی کیونکہ اللہ کے نام کے ساتھ رسول کا نام لے لیا۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ، کون زیادہ گمراہ ہے جو اللہ کے سوا غیر کو پکارے۔

آپس میں ایک دوسرے کو بلانا بھی حرام ہوگا کیونکہ پکار ہے اس واسطے صاحب بلغہ کو قضائی حاجات غائبانہ کی شرط لگانی پڑی ہماری مؤدبانہ عرض ہے کہ جب اللہ تعالی نے کوئی شرط نہیں لگائی دوسرے کسی کو قرآن میں، شرطیں لگانے کا حق نہیں ہے، شرائط کے متعلق عرض ہے کہ قضائی حاجات غائبانہ ناجائز ہے اور حاضر سے کیسے جائز ہے احالانکہ یہ بھی استعانت بالغیر ہے اور غائبانہ حاجت روائی کے لئے پکار مثلا یہاں سے پکار کرے اے پیر بغداد میرا کام کرادو نہ اس طرح کوئی کرتا ہے اور نہ ایسا کرانے کا کوئی قائل ہے

خصوصا ہمارے گانوں میں کوئی آدمی نہیں جو لوگ یا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وظیفہ پڑھتے ہیں ان کی یہ مراد نہیں ہوتی کہ ہمارا کام یہاں سے کرادو بلکہ صرف کلمات مؤثر ہونے کی وجہ سے پڑھے جاتے ہیں اور قبر والے سے دعا کرانی غائبانہ میں داخل نہیں ہے لیکن اگر کسی متوالے نے اس قسم کی پکار کی تو شریعت میں اس کے جواز کے لئے کوئی قانون نہیں ہے۔

دلائل الخیرات میں صرف اتنا موجود ہے کہ اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور دوسروں کا فرشتے سناتے ہیں۔

اور کنز العمال میں حدیث ہے، کہ میرے روضہ پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو ہر ایک آدمی کی آواز دور نزدیک سے سنتا ہے اور مجھ کو بتلاتا ہے اور تمہارے ناجائز بنانے کے لئے بھی کوئی سند نہیں زیادہ سے زیادہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تضیع اوقات ہے۔ پھر بھی بعض لوگ کرتے ہیں جیسے دار الشفا پنجابی زبان میں طب کی مشہور کتاب ہے، جو کہ ۱۲۰۰ھ میں لکھی گئی، مصنف عربی طب کا ماہر معلوم ہوتا ہے یہ زمانہ محدثین دہلی کا تھا، اور دہلی کے علاوہ کہیں درس نہیں تھا غالبا یہ بھی وہاں کا ہی فیض شدہ ہو، اور ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتاب کی شہرت کا باعث پکار ہی ہو، جو کہ غوث بغداد کے دربار میں کی گئی۔

مینوں مان ہے اس غازیدا میرا ہے اوہ والی
کھڑا پکاراں ہر دم اندر دن تے رات سوالی

لیکن آج تک سننے میں نہیں آیا کہ کسی شخص نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا ہو غیر کی پکار اس صورت میں کفر ہوگی، جیسا رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے۔

”کہ غیر کو متصرف حقیقی (خدا) سمجھ کر پکارا تب کفر ہے،،

اب اس قانون کے لئے غائب حاضر کی قید لگانا فضول ہے یا یہ سمجھ کر پکارے کہ جس کو میں پکار رہا ہوں وہ خود بخود اپنی طاقت سے سنتا ہے، یا اس کا علم اتنا محیط ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر ہے جس کے ذریعے سے سنتا ہے پکار کرنی بھی کفر ہے اگر محبت

سے پکار رہا ہے یا دل میں خیال ہے شاید اللہ تعالیٰ اس کو سنا دے یا وہ ولی اپنی کرامت یا کشف خداداد کی وجہ سے سن لے تو یہ کفر نہیں ہوگا، لیکن ایسی پکاریں کرنا جب تک کوئی رہبر کامل نہ بتلائے نہیں کرنی چاہئیں۔

شاہ اسحاق صاحب نے مائۃ مسائل میں لکھا ہے،

''کہ یارسول اللہ کہنا جائز ہے،، شاہ ابوسعید صاحب کے صاحبزادے محمد مظہر صاحب مقامات مظہریہ میں یا نبی اللہ کے جواز کے قائل ہیں، محمد معصوم صاحب فرزند اکبر مجدد صاحب اپنے مکتوبات معصومیہ میں لکھتے ہیں،

''یا شیخ عبدالقادر جائز ہے،،

شاہ غلام علی صاحب اپنے مکتوبات درالمعارف (جن کو شاہ رؤف احمد صاحب مصنف تغیر رؤفی نے جمع کیا ہے) میں لکھتے ہیں،

''کہ ایک روز میں یا شیخ عبدالقادر کا ورد کر رہا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ یا ارحم الراحمین کہو خود بھی پڑھتے تھے اور اپنے مریدوں کو بھی تلقین کیا کرتے تھے، ناجائز تھا تو کیوں پڑھتے کیا اس آواز کے بعد رک گئے ہرگز نہیں پھر ایسے حوالے نفی کے لئے پیش کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

مولانا جامی نقشبندی قائل ہیں، ترحم یانبی اللہ ترحم اے اللہ کے نبی رحم کرو،

فریدالدین عطار منطق الطیر میں لکھتے ہیں،

''یارسول اللہ بس درماندہ ام'' اے اللہ کے رسول میں عاجز ہوں اور جو لوگ حاضر ناظر خیال کرتے ہیں وہ نصب العین در ذہن میں آپ کی صورت حاضر کر کے یارسول اللہ پکارتے ہیں اور ایسی پکار کے لئے شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے، اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی جائز کی ہے اب پکار کے معنی کرنے والوں کو مصیبت در پیش ہوئی کہ خالی پکار تو لغو چیز ہے اس کو عبادۃ ثابت کریں ایک نے کہہ

دیا کہ تم کو معلوم نہیں مرفوع حدیث ہے۔الدعا مخ العبادۃ، پکار مغز عبادت ہے، الدعا ھوالعبادۃ، پکار عبادت ہے، حدیث مرفوع کہنا غلطی ہے۔

ترمذی شریف دعا کے بیان میں حدیث کو غریب لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے،

دعا مانگنا مغز عبادت ہے، یعنی نماز پڑھو اور ویسے مت چلے جاؤ بلکہ دعا مانگو کیونکہ نماز کے ثواب کا پھل دعا سے ہی حاصل ہوگا اور اس کے معنی پکار کے کرنے شدید غلطی ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے،

کہ دعا کو عبادت بطور مبالغہ کہا گیا ہے ورنہ دعا مانگنا مستحب ہے۔

گیارھویں شریف پکانا، طعام دینا

سوال .... ماں باپ کے نام کی روٹی یا گیارہویں شریف بعض لوگ اس کی حرمت کے قائل ہیں اور سند آیۃ کریمہ مَـا اُهِـلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ غیر کا نام بطور شہرت لیا گیا اس واسطے حرام ہے۔

جواب .... آیۃ شریفہ کا ترجمہ تمام عربی مفسرین خصوصا امام المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہ اس کا معنی لکھتے ہیں،

"مَـا اُهِلَّ (ماذبح) یعنی جو غیر کے نام پر ذبح کی جائے اور ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ چیز حرام ہوتی ہے، یہ معنی تمام مفسرین عربی نے اور ہندوستان کی مایہ ءناز ہستی مجدد وقت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا فارسی ترجمہ بھی سابق بات کا موید ہے اور آپکے بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب کی تفسیر عزیزی میں جو موجود ہے اسکے متعلق شاہ عبدالرؤف صاحب نے تفسیر روفی میں لکھا ہے کہ شاہ صاحب میرے استاذ تھے ان کا یہ خیال نہ تھا بلکہ بعد کو کسی وہابی نے آپ کی کتاب میں لکھ دیا ہے شاہ رؤف احمد صاحب چھٹی پشت میں حضرت مجدد صاحب کے پوتے ہیں اور شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ ہیں اور شاہ ابوسعید صاحب جن کو شاہ غلام علی صاحب نے اپنی جگہ خلیفہ بنا کر فوت ہوگئے تھے کیونکہ اولاد

نہیں تھی اور شاہ ابوسعید صاحب خواجہ دوست محمد قندھاری بانی گدی موسزی کے پیر تھے اور شاہ رؤف احمد اور شاہ ابوسعید آپس میں خالہ زاد تھے دونوں مل کر آئے تھے اور شاہ غلام علی صاحب کے مرید بنے تھے۔

شرک وبدعت

سوال............شرک کا کیا معنی ہے؟

جواب............منجد صفحہ نمبر ۲۵۳ پر شرک کے معنی کی تحقیق کرتے کرتے لکھتا ہے،

اشرکة فی امرہ ای جعله شریک فیه اشرک باللہ جعل له شریکا فهو مشرک.

اپنے کام میں شریک کرلیا یعنی اس میں حصہ دار مقرر کردیا اللہ کے ساتھ شریک بنایا یعنی اللہ تعالی کا حصہ دار مقرر کرلیا حصہ دار مقرر کرنے والا مشرک ہے۔

فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ (پ ۴/ س ۱۳) پس وہ آپس میں تیسرے حصہ میں شریک ہیں۔

اَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِیْ (پ ۱۶ /س ۱۱) یعنی ہارون کو میرے کام میں حصہ دار کردے۔

اب شریک کے معنی یہ بنے گے کہ خدا کے مقابل دوسرا خدا بنادے اور اللہ کے ذاتی اور صفاتی نام (اللہ والہ) سے ان کو پکارے اور ان کے نام پر ذبح کرے اور ان سے امداد خدا سمجھ کر مانگے جیسا کہ جنگ احد میں ابوسفیان نے کہا تھا کہ ہمارا امدادی عزّٰی ہے تمہارا عزّٰی کہاں ہے مسلمانوں نے جواب دیا کہ ہمارا امدادی مولیٰ ہے تمہارا مولیٰ کہاں ہے، چپ ہوگیا، اناج اور چوپاؤں کی پیداوار میں حصے مقرر کرتے اور کہتے،

اِنَّ اللّٰهَ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا (پ ۸/س ۲) ان کے گمان میں یہ حصہ خدا کا ہے اور یہ حصہ (دیگر) ہمارے شریکوں کا ہے جن کو اللہ تعالی کا مقابل حصہ دار بنا رکھا تھا

اوران کی عبادت بھی کرتے تھے اسلام نے اس عقیدہ کو کہ اللہ واحد لائق عبادت ہے بنا خمسہ اسلامی میں پہلے نمبر پر جگہ دی اور کہا کہ زبان سے دل سے کہو لا الــــہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے اور اس کے مقابل جن لوگوں نے یہ عقیدہ نہیں مانا بلکہ اللہ کے مقابل اور اللہ بنایا اس کی عبادت کی گویا خدا کا ان لوگوں نے شریک مقرر کیا اور شریک مقرر کرنا کفر ہے بعض لوگوں نے شرک کے معنی ہی کفر کے کیئے ہیں جیسا کہ حاشیہ شرح عقائد میں ہے،

کہ شرک کے معنی کفر کے ہیں،(شرح عقائد ص/۸۵)

اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر حکم نازل ہوا،

اَنَّ اللّٰہَ بَرِیٌٔ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ لَا یَقْرَبُوْا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا .

بے شک اللہ اور اسکا رسول مشرکوں (کافروں) سے بیزار ہیں مشرکین (کفار) پلید ہیں اس سال کے بعد مسجد حرام کے نزدیک نہ آئیں۔

پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا کہ اعلان کردو۔

وَلَا یَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِکٌ وَلَا یَجْمَعُ الْمُشْرِکُوْنَ وَالْمُسْلِمُوْنَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا .

اس سال کے بعد کوئی کافر حج نہ کرے، مسلمان اور مشرک (کافر) اس سال کے بعد اکٹھے نہیں ہوں گے۔

ماحصل اس تحقیق کا یہ ہے کہ کافر اور مشرک ایک چیز ہے اگر مشرک یا کفر بغیر توبہ کیئے مرگیا تو اس کے لئے نہ جنت ہے نہ بخشش ہے نہ شفاعت ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرِکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ

(پ۵/س۳)

اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا یہ کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاوے اور ماسوا شرک کے

جس کو چاہے بخش دے۔

یہ آیۃ طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی ہے ج ومرتد ہو گیا تھا اور اسی حالت پر مر گیا تھا اور ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ایک بدوی شیخ کے بارے میں نازل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یارسول اللہ میں بڑا گناہ گار ہوں لیکن جب سے میں نے اللہ کو پہچانا ہے اور اسکے ساتھ ایمان لایا ہوں شریک میں نے مقرر نہیں کیا ،اور نہ اللہ کے سوا کسی کو دوست بنایا صاحب خازن لکھتے ہیں،

یہ آیۃ نص صریح ہے کہ شریک مقرر کرنے والا نہیں بخشا جائے گا اگر مشرک ایسا ہی مر گیا اگر توبہ کرے اور ایمان لے آوے تو اس کی توبہ منظور ہے اور ماسوا شرک کے اللہ تعالی جس کو چاہے بخش دے یا نہ بخشے علما نے کہا ہے، کہ جب اللہ تعالی شرک کو توبہ سے بخش دیتا ہے اس سے معلوم ہوا ما سوائے شرک کے جو کبیرہ گناہ ہیں وہ بھی توبہ سے بخشے جائیں گے اگر توبہ کر کے نہ مرے تو پھر اللہ تعالی کے اختیار میں سے چاہے بخش دے یا نہ بخشے،

حاصل کلام یہ نکلا کہ شرک بمعنی کفر ہے یعنی سب گناہ صغیرہ کبیرہ اللہ تعالی بخشدے گا لیکن کفر نہیں بخشے گا اور کافر جنت میں داخل نہیں ہو گا دوسرے لوگ جیسے بھی گناہ گار ہونگے گناہوں کی سزا پوری کر کے جنت میں جائیں گے جو معنی شرک کے ان لوگوں نے سمجھے ہیں یہ انو کھے ہیں یا شیخ عبدالقادر کہے تو مشرک یا شیخ کی گیارہویں بطریقہ ایصال ثواب کرے تو مشرک ، حالانکہ مشکوۃ شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے قریب فرمایا تھا،

”انی لست اخشی علیکم ان یشر کوا بعدی لکن اخشی علیکم الدنیا “

اس بات کا مجھ کو ڈر نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن اس بات کا ڈر ضرور ہے کہ تم دنیا میں پڑ کر خراب ہو گے اور اللہ تعالی کو بھول جاؤ گے۔

لیکن یہ لوگ ڈھنورہ پیٹے جا رہے ہیں کہ قبر پرست بن گے مشرک بن گئے ،ان

کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی، نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات،

مشکوٰۃ شریف میں ہے ایک روز آپ دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ ہمارے شام کے ملک میں برکت کر ہمارے یمن کے ملک میں برکت کر، حاضرین نے عرض کیا حضرت ہمارے نجد میں تین دفعہ اس جملہ کا تکرار کیا گیا، لیکن آپ نے دعا نہ کی اور فرمایا، نجد میں فتنے ہونگے اور وہاں سینگ شیطان کا ہوگا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے، واللہ اعلم

یہ مسائل جن کے متعلق بندہ کو بھی قلم اٹھانی پڑی سبب انہیں کے عقائد ہیں اور ان کو وہابی کہتے ہیں، کہ محمد بن عبدالوہاب سے تعلق رکھتے ہیں جو بھی مسلمان حنفی ہو حنبلی ہو اہل حدیث ہو یہ عقائد اختیار کرے گا، وہابی کہلائے گا پہلے اہل حدیثوں کو وہابی کہتے تھے کیونکہ ان کے عقائد ان سے ملتے تھے چونکہ وہابی کا لفظ بدنام ہو چکا ہے اس واسطے ڈپٹی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولانا محمد حسین بٹالوی کی کوششوں سے یہ لفظ کٹوا کر اہل حدیث بنے ہمارے ہم عصر گو حنفی ہیں لیکن ان بدنام کنندہ مسائل میں ان کے ساتھ ہیں اسی واسطے ان کو بھی لوگ وہابی کہتے ہیں،

ہمارا عقیدہ تو وہی ہے جو اپنے گاؤں کے بڈھوں سے ملا ہے اور قرآن پاک وحدیث کو اس کے مطابق پاتا ہوں، اور تمثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نقل کرتا ہوں،

واتبعت ملة آبائی ما کن لنا ان نشرک باللہ

باپ دادا کے مذہب کی پیروی کرتا ہوں ہم کو لائق نہیں کہ ہم کسی چیز کو شریک خدا مقرر کریں

ذالک من فضل اللہ علینا ، یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل ہے۔

کیونکہ نہ ہو آخر قطب شاہ علی مرتضی کے پوتے ہیں اسلام سیکھا اور دوسروں کو سیکھانے آئے تھے کیا مشرک بننے کے لئے ہند میں آئے تھے، نعوذ باللہ من ذلک

سوال............کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب اطلاعی تھا اگر تھا تو مسلمانوں

کو کہاں تک عقیدہ رکھنا چاہئے۔

جواب............ یہ مسئلہ بہت بڑا اہم اور معرکۃ الآرا تھا جس کے متعلق قلم اٹھانے کے لئے جی جھجکتا ہے جس کو خدائے قدوس بطور دعوی فرماتے ہیں کہ آسمان وزمین کے عالم الغیب ہم ہیں، جسکو چنیں اور اپنا محبوب بنائیں اس کو اپنا مخصوص غیب بتلاتے ہیں، ہمارا پہلے بھی یہی عقیدہ تھا اور اب بھی ہے کہ عالم الغیب خدائے قدوس ہیں اور قریبا قریبا ہمارے علاقہ کے لوگوں کا بھی یہی عقیدہ چلا آرہا ہے لیکن معاصرین کی اس میں بے جا تصرف سے مجبور الکھنا ہی پڑا، پہلے وہ آیات لکھی جائیں گی جو معاصرین نے نفی علم کے لئے استدلال بنائی ہیں انکے صحیح معنی مفسرین کی زبان سے منقول ہیں عرض کرونگا۔

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَامَسَّنِيَ السُّوْءِ (پ ۹/س ۱۲)

یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت نفی علم غیب پر دلالت کرتی ہے جب نفی پر دلالت کرتی تھی تو پھر تفسیر خازن اور علامہ روح المعانی حنفی ان دونوں کو کیا ضرورت پڑی کہ اس آیت کے ماتحت لکھتے ہیں،

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغیبات کثیرہ بتلائی ہیں۔

اور احادیث صحیحہ موجود ہیں اور غیب کی خبریں دینا یہ آپ کا بڑا معجزہ تھا جس کو صحت نبوت کیلئے پیش کرتے تھے اور اس آیت کے جواب یہ دیئے ہیں۔

۱......احتمال یہ ہے کہ آپ نے تواضعا فرمایا ہو یعنی کسر نفسی کی ہو کہ میں عاجز بندہ ہوں بندہ کو لائق نہیں کہ غیب دانی کا دعویٰ کرے اور ادب کیا ہو کہ مولیٰ کریم عالم الغیب ہیں، اور اس کے مقابلہ میں میری کیا حیثیت ہے کہ دعویٰ غیب کرسکوں، بلکہ آیت کا معنی یہ ہوگا کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا بلکہ اللہ تعالی کی اطلاع سے جانتا ہوں۔

۲......احتمال یہ ہے کہ یہ آیت پہلے کی ہو یعنی منسوخ ہو جب تک اللہ تعالی نے آپ کو مطلع نہیں کیا تھا، اب مطلع کردیا "عَالِمُ الْغَيْبِ وَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ " اور کسر نفسی جھوٹ

نہیں ہے کیونکہ ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے کافیہ والے کے الحمد سے کتاب نہ شروع کرنے کے جواب میں لکھا ہے کہ ہضماً نفسہ (کسر نفسی) الحمد سے اپنی کتاب کو نہیں شروع کیا اور عاجزی اختیار کی کہ میں غریب اس قابل کہاں ہوں کہ اپنی کتاب میں الحمد لکھ سکوں یہ بڑے مصنفین کا کام ہے ایسا ہی امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ میں جواب دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضعا فرمایا تھا کہ مجھ کو حضرت یونس علیہ السلام پر مت بڑھاؤ یہ مت کہو کہ حضرت یونس علیہ السلام چھوٹے ہیں اور میں بڑا ہوں حالانکہ یہ مسلمہ عقیدہ ہے کہ آپ نبی الانبیاء ہیں پھر آپ نے کیوں فرمایا، جواب امام نووی دیتے ہیں کہ کسر نفسی کی ہے۔

صاحب بلغہ کسر نفسی کو جھوٹ بنا رہے ہیں، اور بدعتیوں کا جواب بنا رہے ہے حالانکہ یہ اولوالعزم علماء کا اتفاقی عقیدہ ہے بوجہ طوالت اور حوالوں کا ذکر نہیں کرتے۔

قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

فرمادو کہ اللہ کے سوا آسمان زمین میں غیب کے جاننے والا کوئی نہیں۔

اس آیت سے یہ مطلب نہیں نکل سکتا کہ جس کو اللہ تعالی اطلاع کر دے وہ بھی نہیں جانتا بلکہ اطلاع کی بغیر کوئی نہیں جانتا۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ (پ ۲۱/س ۱۴)

اس آیت کا معنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں،

بے تعلیم الٰہی بحساب عقل کوئی انسان ان پانچ مغیبات کو نہیں جانتا۔

علامہ روح المعانی اسی آیت کے ماتحت لکھتے ہیں،

کہ جو انسان اس قسم کے مغیبات میں اپنی وسعت علمی حاصل کرنا چاہے، وہ شفا اور مواہب لدنیہ کا مطالعہ کرے کیونکہ ان میں آپ کی مغیبات اطلاعیہ کا ذکر ہے۔

قسطلانی نے ذکر کیا ہے جب مولیٰ جل وعلی بادل کو حکم کرتا ہے اور چلاتا ہے کہ فلاں جگہ برسو، تو اس بات کو فرشتے مؤکلین جانتے ہیں کہ رحم میں لڑکی یا لڑکا ہے ان کے علم

سے مولیٰ کے خاصہ علم میں فرق نہیں پڑتا کیونکہ اگر جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہی جانتے ہیں خود بخود نہیں جانتے۔

تفسیر عرائس البیان میں مصنف فرماتے ہیں،

کہ میں نے اولیاء سے سنا ہے، کہ فرماتے ہیں کہ کل صبح یا رات کو بارش کو ہوگی ویسا ہی ہوا، اور رحم کے متعلق بھی اولیاء سے سنا ہے کہ وہ بتلایا کرتے تھے کہ لڑکی یا لڑکا ہے۔

حسام الھندی میں علامہ شامی لکھتے ہیں،

کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ فلاں عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے۔

مَاۤ اَدۡرِیۡ مَا یُفۡعَلُ بِیۡ وَلَا بِکُمۡ (پ ۲۶/س ۱)

مجھ کو معلوم نہیں کہ میرے ساتھ یا تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔

روح المعانی میں ہے، ابن عباس سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا کہ اس آیۃ کو سورہ فتح کی آیت لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ، نے منسوخ کردیا ہے اب وہ آیات لکھی جاتیں ہیں جو ثبوت علم کے متعلق ہیں۔

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطۡلِعَکُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ (پ ۴/س ۸)

اللہ تعالیٰ تم کو ہرگز غیب پر مطلع نہیں کرتا لیکن برگزیدہ رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے مطلع فرمادیتا ہے۔

روح المعانی نے اس آیت کا شان نزول یہ لکھا ہے،

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اپنی تمام امت اپنی اصلی صورت میں دیکھائی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھائی گئی تھی اور مجھکو یہ بھی بتلایا گیا کہ فلاں شخص ایمان لائے گا، اور فلاں کافر رہے گا، اور اسطرح علامہ سیوطی نے اپنی کتاب مزہر کے صفحہ نمبر ۳۳ پر لکھا ہے، دیلمی نے مسند الفردوس کے حوالہ سے ابو رافع کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو میری امت کیچڑ میں ہر ایک صورت بنا کر

بتلائی گئی اور مجھ کو ہر ایک کے نام بتائے گئے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو بتائے گئے تھے ایسا آپ کے فرمانے سے کفار اور منافقین نے تمسخر اڑایا اور کہا کہ محمد کا خیال ہے کہ میں مومن اور منافق کو جانتا ہوں حالانکہ ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم کو نہیں جانتا تو اللہ تعالی نے آیت نازل فرمائی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے کہ فلاں منافق ہے اور فلاں مومن ہے۔

عَالِمُ الْغَيْبِ وَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(پ ۲۹/س ۱۱)

اللہ تعالی عالم الغیب ہے اور اپنے غیب کی اطلاع کسی کو نہیں دیتا لیکن رسول مرتضی کو مطلع کرتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر صاحب منا الہدی نے یہ کی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے چن لیا ہے اور اپنے غیب مطلق مخصوص پر مطلع کیا ہے، کیونکہ یہ غیب ہی ایک ذریعہ ہے جو نبوت کی صداقت پر دلالت کرتا ہے لیکن ان لوگوں پر بڑا افسوس ہے کہ اپنے خیال کی تائید کے لئے آیت کو کاٹ کر آگے پیچھے لگایا ہے، حالانکہ یہ اتفاقی عقیدہ مفسرین اور علم کلام والوں کے درمیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی کے علم غیب سے بعض غیوب کی اطلاع بطور معجزہ دی گئی ہے، جو آیتیں نفی علم غیب پر دلالت کرتی تھیں ان کا جواب مفسرین کی زبان سے دیدیا گیا، یہ آیتیں تمام منسوخ ہیں، قابل عمل نہیں، اور جو آیتیں ثبوت کے متعلق ذکر ہیں ان کو کسی مفسر کی زبانی منسوخ نہیں دکھلا سکتے باقی فرضی طور پر لغت کے ذریعہ سے معنی کرنے غلط ہیں، کیونکہ قرآن بعض دیگر کے لئے تفسیر کا کام دیتا ہے اب اظہار کے معنی لغت سے تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ قرآن میں ایک جگہ ولا یظھر ہے اور دوسری جگہ لِيُطْلِعَكُمْ ہے اظہار کے معنی اطلاع کے تمام مفسرین نے بھی کئے ہیں اور قرآن بھی کر رہا ہے لغت کو تلاش کرنا عبث ہے اب قرآن نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے لئے پھاٹک کھول دیا اور مفسرین اور علم کلام والے بھی متفق ہیں اللہ تعالی کے علم کا بعض حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے اب دیکھنا یہ ہے اللہ تعالی

جس کا علم غیر متناہی ہے اس میں سے کتنا دیا گیا احادیث نقل کی جاتی ہیں، آپ اندازہ لگالینا ہم تو صرف ناقل ہیں اپنی طرف سے ایک لفظ نہیں لکھیں گے۔

مشکوۃ شریف میں ہے،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک دن صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھے اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر ہوگئی اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے اور وعظ فرمایا یہاں تک کہ عصر ہوگئی پھر اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر چڑھے، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، اور ہم کو خبر دی، جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔ (مشکوۃ شریف ص/۵۴۳)

حضرت حذیفہ راوی ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے کوئی بات قیامت تک نہیں چھوڑی سب بیان کردی۔

بخاری شریف میں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا، کہ شروع پیدائش سے حالات بیان کرنے شروع کئے یہاں تک جنت والوں کو جنت میں اور دوزخ والوں کو دوزخ میں داخل کر دیا، وہاں تک دنیا میں جو حالات ہونے والے ہیں، ذکر کر دیئے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافق تنگ کرتے تھے، کہ فلاں فلاں بات بتاؤ ایک روز بہت تنگ کیا گیا تو آپ نے فرمایا: پوچھو جو بھی پوچھنا ہے میں جواب دوں گا، ایک صحابی کو لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ تیرا باپ نہیں ہے اس نے پوچھا حضرت میرا باپ کون ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ فلاں ہے، ایسا ہی جس نے جو کچھ پوچھا جواب دیا، حضرت عمر رونے لگے، حضور ہم راضی ہیں یہ منافقین کی حرکت ہے آپ منبر سے اتر آئے۔

مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ رات کو پروردگار عالم کا مجھ کو دیدار ہوا اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ ملاء اعلی کے فرشتے کس بات میں

جھگڑتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ معلوم نہیں تو اللہ تعالیٰ نے دست قدرت میرے دونوں کندھوں پر رکھا اور مجھ کو ملاء اعلیٰ کی باتیں اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے معلوم ہو گیا،

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں معنی لکھتے ہیں، جو کچھ جہان عالم میں ہے تمام کلی جزئی معلوم ہو گیا، لیکن ذرا کلی کے لفظ سے گھبرا نہ جانا یہ اللہ تعالیٰ کا علم نہیں ہے بلکہ جہان عالم میں کلی جزئی ہے معلوم ہو گیا۔

طبرانی میں ابن عمر کی راویت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا میرے سامنے رکھ دی، میں اس کی طرف اور جو کچھ امور ہونے والے ہیں قیامت تک دیکھ رہا ہوں جیسے انسان اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہے۔

شرح العربین میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات سے پہلے پہلے جو امور مبہم تھے اطلاع دے دی لیکن آگے اظہار کی اجازت نہ دی کیونکہ بعض چیزوں کا اظہار مصلحت وقتی کے خلاف ہوتا ہے اور قرآن پاک کے مکمل ہونے کے بعد ہی علم مکمل ہوا۔

صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے زمین میرے لئے لپیٹ دی اور میں نے مشرق ومغرب دیکھ لیا یہاں تک کہ جو کچھ اس میں ہے مجھ کو اطلاع دیدی گئی۔

شرح شفا میں ہے عمیر آپکے قتل کے لئے آیا اور آپ نے اس کو کہا کیا ارادہ قتل ہے جب آپ نے غیب کی اطلاع اس کو دی فوراً مسلمان ہو گیا کہ نبی کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا اور ایسا ہی حضرت عباس کو اطلاع دی کہ فلاں مال جو تمہاری بیوی ام الفضل کے پاس ہے، لے کر فدیہ ادا کر دو، یہ بات معلوم کر کے مسلمان ہو گئے کیونکہ حضرت عباس فرماتے ہیں، کہ میری بیوی کے سوا کسی کو مال کا پتہ نہیں تھا، ابی بن خلف کو کہا کہ میں تم کو قتل کروں گا ویسا ہی جنگ احد میں ہوا، عتبہ بن ابولہب کو کہا کہ تم کو شیر کھائے گا، ویسا ہی ہوا غزوہ بدر میں کفار کی قتل گاہیں تک بتلا دیں کہ یہاں فلاں قتل ہو گا یہاں فلاں قتل ہو گا، کسریٰ کا ایلچی فیروز حضور کو گرفتار کرنے کیلئے آیا تھا، آپنے فرمایا کہ کسریٰ مقتول ہو چکا ہے جب فیروز کو

قصہ کی تصدیق ہوگئی مسلمان ہوگیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا میں شہید ہونے کا واقعہ بیان کیا اور وہاں کی مٹی تک بتلادی اور فرمایا کہ وہاں اس کا روضہ ہوگا، ویسا ہی ہوا اور منافقین کے بھید ایسے کھولے اور انکو یہاں تک ڈر ہوگیا کہ اپنے ساتھی سے بات کرتے گھبراتے تھے اور کہتے تھے کہ چپ کرو آپ کو پتہ چل جائے گا، اور آپ کا اتنا بڑا جہاں تصرف میں ہے اس پہاڑی کی کنکریاں ہی آپ کو خبر کردیں گی عتاب بن امیہ کہنے لگا، کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا کرم ہے اس (بلال مؤذن) کی آواز نہیں سنتا اور محمد کو کوئی اوراچھا مؤذن نہیں ملتا کہ کالے بدشکلے کو کھڑا کردیتا ہے، حارث بن ہشام نے کہا اللہ کی قسم اگر میں ان کو حق جانتا تو مان کیوں نہ لیتا تیسرے ابوسفیان تھے کہنے لگے میں تو بات نہیں کرتا اگر کروں تو اسکو یہ کنکریاں ہی بتلادینگی یہ باتیں کعبہ کے پاس ہورہی تھیں آپ تشریف لائے اور ان کو سب کچھ بتلادیا عتاب اور حارث کہنے لگے کہ ہم دونوں گواہی دیتے ہیں کہ آپ رسول برحق ہیں اور رسول برحق کو ہی غیب کی خبر ہوتی ہے اس واسطے علم غیب کی اطلاع سے لاکھوں دنیا مسلمان ہوئی۔

مشکوۃ شریف میں ہے کہ کفار اور مسلمانوں میں جنگ ہورہی ہوگی تو شیطان پکارے گا، کہ دجال تمہارے پیچھے آرہا ہے یہ آواز سنتے ہی جو کچھ مال غنیمت ہوگا چھوڑدینگے اور دس شاہ سوار جاسوسی کیلئے بھیجے جائیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان دس کے نام اور ان کے باپ دادا کے نام جانتا ہوں اور انکے گھوڑوں کے رنگ جانتا ہوں وہ اس دن روئے زمین پر بہترین شاہ سوار ہونگے۔

زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں سعید بن مسیّب تابعی جلیل (ابن صحابی) سے ہے ،کہ صبح وشام روزانہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے اعمال پیش کیئے جاتے ہیں ابن مسعود سے مرفوع روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ میری حیات، ممات دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں، حیات تو تھی ہی ممات بھی بہتر ہے کیونکہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیئے جاتے ہیں اگر اچھے ہوں تو تعریف کرتا ہوں اگر برے ہوں تو دعا کرتا ہوں کہ

اللہ تعالیٰ معاف کرے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ مدراج میں لکھتے ہیں، کہ مجھ کو امت کے اعمال صبح وشام بتلائے جاتے ہیں اور جو بد ہوتے ہیں ان پر پردہ ڈالتا ہوں اور جو اچھے ہوتے ہیں وہ دربار الٰہی میں پیش کرتا ہوں سنت الٰہی یونہی جاری ہے کہ بغیر پیش کئے لکھے نہیں جاتے اور یہ بھی آپ کے معجزات میں داخل ہے کہ جو کچھ دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر پہلی قرن پھونکنے تک حالات ہیں آپ کو بتلائے گئے ہیں۔

تفسیر عزیزی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نور نبوت سے۔ ایک دیندار کی نیکیوں کو جانتے ہیں کہ کہاں تک اس نے ترقی کی ہے اور آپ تمہارے گناہوں اور درجات ایمان کو اور تمہارے اعمال نیک وبد کو اور اخلاص ونفاق کو جانتے ہیں ہر نبی کو اپنی امت کے اعمال معلوم ہوتے ہیں اور ان چیزوں پر عقیدہ واجب ہے۔

مواہب لدنیہ میں ہے کہ آپ کی حیات وممات، میں کوئی فرق نہیں وفات کے بعد بھی اپنے امت کے حالات سے مطلع ہیں۔

روح البیان میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کہ مجھ کو علم اولین اور آخرین دیا گیا۔

علامہ صفوری نے نزہتہ میں اور علامہ خفاجی نے شرح شفا میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔ سرتاج ہند مجدد الف ثانی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکتوبات شریف میں یہی حدیث لکھی ہے اب اگر کوئی اس حدیث کی صحت کا انکار کرے تو اللہ ہی اس سے نپٹے صاحب قصیدہ بردہ لکھتے ہیں کہ ایسی بات مت کہہ جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے متعلق کہی خدا کا بیٹا بنایا اور تعریف جو بھی ہو سکے کر چنانچہ علم کے متعلق ارشاد ہے، لوح محفوظ اور قلم کا علم آپ کے علم کی ایک جزء ہے حالانکہ لوح محفوظ کے متعلق ارشاد ہے کہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے۔

تفسیر عزیزی میں ہے کہ روایات کثرت سے ثابت ہے کہ بعض اولیاء کو لوح محفوظ

پر نظر ہوتی ہے مجدد صاحب مکتوبات میں لکھتے ہیں، اللہ تعالی کا جو مخصوص علم غیب ہے وہ اپنے خاص رسولوں کو اطلاع کرتا ہے۔

علامہ سیوطی نے خصائص الکبری میں لکھا ہے، کہ بعض لوگوں کا عقیدہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مغیبات خمسہ (قیامت کب آئے گی؟ رحم میں کیا ہے؟ بارش کب ہوگی؟ انسان کہاں مرے گا؟ اور کل کیا ہوگا؟ تمام کا علم تھا) اور قیامت کے وقت اور روح کا علم بھی دیا گیا ہے لیکن آگے بتلانے کی اجازت نہیں تھی۔

ایسا ہی علامہ روح المعانی نے لکھا ہے کہ قیامت کے وقت کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے لیکن آگے بتلانے کی اجازت نہ ہوئی اب فقہاء بحر الرائق وغیرہ میں لکھتے ہیں۔ جو کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے وہ کافر ہے، علامہ شامی جو فقہاء کے سرتاج ہیں اور جن کا تمام دنیا میں فتاوی شامی مشہور ہے ایک کتاب سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا خالد نقشبندی کے نام سے لکھی ہے، حضرت خالد شامی، شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے خلافت لے کر وطن گئے اور وہاں اختلاف ہوا ہوگا، کیونکہ یہ مسئلہ علم غیب اس زمانہ میں شروع ہو چکا تھا حضرت خالد کی امداد کیلئے شامی نے یہ کتاب لکھی ہے اس میں فقہاء کے فتوی کا جواب دیا ہے کہ مفسرین اور علم کلام والوں کے نزدیک یہ مسلمہ امر ہے اور اس کو آیۃ عالم الغیب فلا یظہر کے ماتحت لکھتے ہیں، کہ اللہ تعالی کے علم کا بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا ہے اب اگر فقہاء کے فتوی کا مطلب وہ لیا جائے جو مخالف فریق لیتا ہے تو تمام مفسرین اور علم کلام والے کافر ہوئے کیونکہ بعض علم غیب بھی آخر غیب ہی ہے اس واسطے علامہ شامی نے جواب دیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خود بخود غیب جاننا یا یہ کفر ہے ایسا ہی ملا علی قاری نے موضوعات میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ جتنا اللہ تعالی کا علم ہے اتنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے، یا ذاتی عرض کا فرق کرے اور برابری میں مساوی جانے وہ کافر ہے اب علم ما کان ما یکون یا علم الاولین والآخرین یا علم اللوح والقلم یا حالات دنیا کا علم اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانیں تو اللہ تعالی کا علم جو گننے اور حساب

میں نہیں آ سکتا اسکے علم اسکے علم کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ایسا ہے جیسے
چڑی سمندر سے چونچ بھرے اور سمندر میں کمی واقع نہیں ہوتی ہمارے اللہ تعالی کے علم میں
ذرہ برابر بھی فرق نہیں آتا، بڑے پیر صاحب کے فتوی کے متعلق صرف اتنی عرض ہے کہ پیر
صاحب نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے،

کہ شیعہ کا اپنے اماموں کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ علم ماکان و ما یکون جانتے
ہیں میری عرض ہے ہمارا مسلمہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں اور شیعہ کا عقیدہ بھی
اماموں کے متعلق معصومیہ کا ہے اس واسطے ہم کو یہ عقیدہ بھی چھوڑ دینا چاہے کیونکہ یہی عقیدہ
شیعوں کا اماموں کے متعلق ہے آپ غنیۃ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی دکھلاتے
کہ علم ماکان و ما یکون نہیں تھا بحث حضور کے علم کی ہے، حوالہ اماموں کا دیا جا رہا تھا، بریں
عقل و دانش بباید گریست آیۃ قل لا یعلم کا جواب گزر چکا ہے آگے ذرا دیکھیں ناسخ
آیۃ کو منسوخ کے مقابل پیش کر دیا ہے اور منسوخ کو برتری دی جا رہی ہے اور پھر خود ہی
شرک کہا جا رہا ہے آگے اور استفتاء ہے اور کل اور سب کا مغالطہ دنیا کو دیا جا رہا ہے، کل اور
سب اللہ تعالی کے برابر کہنا کفر ہے اسکا کوئی قائل نہیں اور ہم عالم الغیب بھی نہیں کہتے بلکہ
مطلع الغیب کہتے ہیں سوالات کا جواب گزر چکا آگے نماز کے متعلق فتوی جب کفر ہی ثابت
نہیں ہوسکا تو نماز کیلئے ناجائز کیسے؟ آگے ایسے عقیدہ والوں کو کافر مرتد جہنمی لکھا ہے جو نہ
کہے وہ بھی کافر ہے آپ ہی گانا اور آپ ہی بجانا مبارک ہو کون پوچھے اللہ تعالی توفیق عطا فرمائے
ہم آپ کو عالم غیب کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے اطلاع کی وجہ سے آپ کو علم دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆